آخرت پر ایمان :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ تَبَٰرَكَ ٱلَّذِى بِيَدِهِ ٱلْمُلْكُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ۝١ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلْمَوْتَ وَٱلْحَيَوٰةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۚ وَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْغَفُورُ ۝٢ ﴾ (الملك: ١ – ٢) ترجمہ: بہت بابرکت ہے وہ اللہ جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے اور جو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ جس نے موت اور حیات کو اس لئے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے اور وہ غالب اور بخشنے والا ہے۔

ایمان بالآخرت ایک مسلم کے عقیدے کا لازمی جزء ہے۔ اس کا انکار کرنے والا مومن نہیں رہ جاتا۔ اللہ تعالی نے ہدایت یافتہ اور فلاح پانے والوں کی ایک لازمی شرط یہ بیان فرمائی کہ وہ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ ﴿ وَبِٱلْءَاخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۝٤ ﴾ (البقرة: ٤) آخرت پر ایمان کا مطلب یہ ہے کہ یہ دنیا ایک دن اللہ کے حکم سے ختم ہو جائے گی۔ سارے انسان مر جائیں گے اور اللہ کے حکم سے سب کے سب دوبارہ زندہ ہوں گے۔ اللہ کے حضور حاضر ہو کر اپنے اپنے اعمال کا حساب دیں گے۔ جنہوں نے اس دنیا کی زندگی میں اپنے واحد مالک، خالق، حاکم اور آقا یعنی اللہ تعالی کے حکموں کے مطابق زندگی گزاری ہو گی ان سے وہ خوش ہو گا اور اپنی رحمت سے انہیں جنت دے گا جہاں ہر طرح کی نعمتیں میسر ہوں گی اور جن لوگوں نے اس کی مرضی کے خلاف زندگی گزاری ہو گی، ان سے ناراض ہو گا اور انہیں سزا دے گا۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہو گا۔ جس میں اللہ کے یہ نافرمان دردناک عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے۔ یہ وہ حقائق ہیں جنہیں قرآن غیب سے تعبیر کرتا ہے۔ چوں کہ ان حقائق کا اس دنیا میں حسی مشاہدہ ناممکن ہے اس لئے نام نہاد عقلیت پسند اس کا انکار کرتے ہیں حالاں کہ عقلی لحاظ سے آخرت پر ایمان انتہائی ناگزیر اور لابدی ہے۔ کیا یہ بات عقل میں آنے والی ہے کہ اختیارات تو دیئے جائیں اور ان کا محاسبہ نہ ہو؟ کیا یہ کوئی باور کر سکتا ہے کہ ایک شخص زندگی بھر نیک اعمال کرے، بھلائی کے کام کرے، انسانیت کے لئے اپنی جان کھپاتا رہے اور اسے اس کا اچھا بدلہ نہ دیا جائے؟ اسی طرح ایک شخص زندگی بھر غلط کام کرے، لوگوں کے حقوق چھینے، لوگوں پر مظالم ڈھاتا رہے اور شر و فساد سے پوری دنیا کو بھر دے اور کبھی اس کا مواخذہ نہ ہو؟ آخرت کا اقرار بے عقلی نہیں بلکہ اس کا انکار سراسر بے عقلی ہے۔ آج سائنس اپنے قدموں سے چل کر اثبات آخرت کے دروازے پر کھڑی ہے۔

اگر انسان ایک خلیہ سے ایک دوسرا انسان بنا سکتا ہے تو جس نے عدم سے وجود کو پیدا کیا، وہ کیا دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں ہے؟ اگر آج کے جاسوسی نظام سے خفیہ حقائق کا پتہ لگایا جا سکتا ہے تو اس کائنات کے مالک کے لئے یہ کیوں مشکل ہے کہ وہ حساب کے دن سب کا کچا چٹھا لوگوں کے سامنے پیش کر دے۔ اصل مسئلہ یہ نہیں ہے کہ آخرت کا مسئلہ عقل میں آنے والا نہیں ہے بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ انسان بے قید زندگی جینا چاہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کی بے لگام خواہشات کی تکمیل کی راہ میں کوئی آڑے نہ آئے۔ چنانچہ قرآن مجید کہتا ہے: ﴿ أَيَحْسَبُ ٱلْإِنسَٰنُ أَلَّن نَّجْمَعَ عِظَامَهُۥ ﴿٣﴾ بَلَىٰ قَٰدِرِينَ عَلَىٰٓ أَن نُّسَوِّيَ بَنَانَهُۥ ﴿٤﴾ بَلْ يُرِيدُ ٱلْإِنسَٰنُ لِيَفْجُرَ أَمَامَهُۥ ﴿٥﴾ يَسْـَٔلُ أَيَّانَ يَوْمُ ٱلْقِيَٰمَةِ ﴿٦﴾ ﴾ (القيامة: ٣ – ٦) ترجمہ: کیا انسان یہ سمجھ رہا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہ کر سکیں گے؟ کیوں نہیں؟ ہم تو اس کی انگلیوں کے پور پور تک ٹھیک بنا دینے پر قادر ہیں۔ مگر انسان چاہتا یہ ہے کہ آگے بھی بد اعمالیاں کرتا رہے۔ پوچھتا ہے "آخر کب آنا ہے وہ قیامت کا دن؟"۔ آخرت پر ایمان ایک انسان کو ذمہ دار بناتا ہے۔ اس میں جوابدہی کا احساس پیدا کرتا ہے۔ نیکی پر ابھارتا اور بدی سے روکتا ہے۔ انسان اور اس کی طاقتوں کے غلط استعمال پر قدغن لگاتا ہے نیز عظیم تر مقاصد کے لئے مسلسل جدوجہد پر ابھارتا ہے۔ عقیدہ آخرت دنیا میں امن و سلامتی کا ضامن اور شر و فساد کے خاتمہ کا اعلان ہے۔ یہ شر و فساد خواہ فرد کی سطح پر ہو یا معاشرہ اور ریاست کی سطح پر ہو۔ آخرت پر یقین رکھنے والا ہمیشہ ایک عظیم ہستی کے مواخذہ کا احساس رکھتے ہوئے اس دنیا میں زندگی گزارتا ہے۔ عقیدہ آخرت پر ایمان سے یہ دنیا بامعنی و بامقصد بن جاتی ہے۔ یہ منظم اور منضبط کائنات کسی کھلنڈرے کا کھیل نہ ہو کر مالک حقیقی کی رضاجوئی کے حصول کی ایک وسیع جولان گاہ بن جاتی ہے۔ جس میں ہر فرد دوسروں کے حقوق کی پاسداری کرتا اور بنی نوع انسان کی خدمت پر کمربستہ ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس معاملہ میں دوسروں پر سبقت لے جائے تاکہ اس کا مالک آخرت میں اس سے راضی اور خوش ہو جائے۔ قرآن و سنت میں آخرت کے مختلف مراحل اور احوال کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے جن پر ایک مومن کو کامل ایمان رکھنا چاہئے۔ چونکہ یہ حقائق ہمارے روزمرہ کے مشاہدہ سے باہر کے ہیں اس لئے ان کی حقیقی کیفیات ہم نہیں سمجھ سکتے۔ لہذا ہمیں انہیں اسی طرح ماننا چاہیے جس طرح قرآن و سنت میں بیان کئے گئے ہیں۔